"یادگارِ اہلِ چشت"

شیخ عبدالعزیز جون پوریؒ

(م ۹۷۵ھ)

از:- محمد ارشد اعظمی (مقیم بنارس)
(فاضل مدرسہ دمیۃ العلوم الٰہ آباد)

(ایک عظیم شخصیت و باکمال ہستی "شیخ عبدالعزیز چشتیؒ" جسے شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے "شیخ کامل عارف دوراں" کہا ہے اور مولوی رحمان علی نے "قطب وقت" کہا ہے۔ ایسی بابرکت ذاتِ اقدس کی زندگی کے حالات و کمالات تاریخ کے صاف و شفاف آئینے میں جسے پڑھنے کے بعد قلب میں سوزِ روح میں احساس پیدا ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ)

(محمد ارشد عفا اللہ عنہ)

(۱) خاندانی حالات | شیخ عبدالعزیز جون پوریؒ کے جدِ مکرم حضرت شیخ طاہرؒ تحصیل علم کی غرض سے سرزمینِ ملتان سے بہار تشریف لائے اور شیخ بدھ بہاریؒ کی خدمت میں رہ کر علومِ دینیہ کی تکمیل فرمائی اور بعد فراغت بہار ہی میں سکونت پذیر ہوگئے۔ جہاں شیخ عبدالعزیز قدس سرہ العزیز کے والد گرامی شیخ حسن طاہرؒ کی ولادت ہوئی [۱] عنفوانِ شباب میں شیخ حسن طاہرؒ بہ طلبِ حق کا جذبہ غالب ہوا اور آپ راجے حامد شاہ مانکپوریؒ (م ۹۳۱ھ) سے مرید ہوگئے [۲] چنانچہ شیخ حسن طاہر جون پوریؒ اپنے صدقِ طلب و سوزِ عشق اور ریاضت کی وجہ

---

[۱] [۲] اخبار الاخیار ص ۱۹۵ و تذکرہ علمائے ہند ص ۴۸،

سے سلوک و عرفان کی وادی طے کر کے مقامِ احسان تک پہنچ گئے اور نعمتِ خلافت سے شرفیاب ہو گئے۔

دیارِ پورب کے علم دوست و علماء نواز شرقی تاجدار ابراہیم شاہ (م ۸۴۴ھ) کے دورِ حکمرانی میں علمائے حقانی و مشائخ ربانی کے جو قافلے مختلف دیار و امصار سے دار السرور جون پور آئے اُسی میں عظمت کے مینار شیخ حسن طاہر رح بھی بہار شریف سے دیارِ پورب چلے آئے۔

تاریخ نگاروں نے یہ بھی تصریح کی ہے کہ شیخ حسن طاہر رح رشتہ کے اعتبار سے جون پور کے مشائخ کبار حضرت شیخ عیسیٰ تاج جون پوری رح (م ۸۸۰ھ) کے خویش (اور داماد) ہیں [۱]
شیخ حسن طاہر رح کے علم سلوک میں متعدد رسالے ہیں جس میں ایک کتاب "مفتاح الفیض" معروف ہے [۲]

(۲) ولادت وطفولیت | شیخ حسن طاہر رح کے دو صاحبزادے اولیاء کاملین میں مشہور و معروف ہیں ایک تو بڑے لڑکے "شیخ محمد حسن" دوسرے چھوٹے بیٹے حضرت شیخ "عبدالعزیز رح" اور دونوں ہی حضرت شیخ محمد عیسیٰ تاج رح کے نواسے ہیں، اس وقت ثانی الذکر ہی مضمون نگار کا عنوان ہیں اُنھیں کے حالات و کمالات کو صفحاتِ قرطاس پر اُجاگر کرنا ہے

شیخ عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ ۸۹۸ھ میں بمقام دار السرور جون پور پیدا ہوئے اور ڈیڑھ سال کی عمر میں اپنے والدِ گرامی شیخ حسن طاہر رح کے ہمراہ دہلی چلے آئے کیوں کہ دیارِ پورب سے حسین شاہ کی عشوہ طراز حسینہ " فونزہ بیگم " کی دلربا اور سحر انگیز اداؤں کی بدولت حکومت شرقیہ کا آفتاب غروب ہو چکا تھا اور شرقی حکومت کا آخری تاجدار شکست کی تاب نہ لا کر بنگال فرار ہو چکا تھا ادھر سلطنت لودھی کا خورشید تاباں افقِ دہلی سے نمودار ہو کر دیارِ پورب کے

---

[۱] تاریخ شیراز ہند ص ۲۷۵ و ۲۷۶، [۲] تذکرہ علمائے ہند ص ۴۸، شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح نے اخبار الاخیار میں ایک سوال و جواب مفتاح الفیض سے نقل فرمایا ہے جو قابل دید اور مؤثر و روح پرور ہے

یام دورپہ جلوہ فگن ہوچکا تھا جس کی بنا پر سکندر خاں لودھی جون پور پر قابض ہو چکا تھا اور اس بادشاہ لودھی خان نے شیخ حسن طاہر رح کی شخصیت وعظمت سے متاثر ہوکر سفر دہلی کی دعوت دی تھی جسے شیخ رح نے قبول فرمایا اور مع اہل وعیال روانہ ہوئے دہلی پہنچ کر شاہ تغلق کے محل "کوشک نجے منڈل" میں قیام پذیر ہوئے [۱] چنانچہ

(۳) تعلیم وتربیت | شیخ عبدالعزیز رح نے ایسے آفتاب وماہتاب گھرانے میں آنکھ کھولی تھی جس کا پورا ماحول علم وعمل اور روحانیت کا گہوارہ تھا کیوں کہ والد مکرم شیخ حسن رح نے خود براہِ راست نگرانی فرمائی تھی، اس کا اثر یہ تھا کہ شیخ عبدالعزیز رح فطرتاً سنجیدہ اور خموشی پسند ہونے کے ساتھ بااخلاق اور علوم دینیہ میں کامل ومکمل ہوئے۔

اگرچہ تاریخ کے صفحات پر تصریح تو کیا اشارہ بھی نہیں ملتا ہے کہ شیخ عبدالعزیز رح نے کن اساتذہ سے علمی فیض پایا مگر تذکرہ نگار (محمد ارشد اعظمی) کا ذوق یہ کہتا ہے کہ شیخ رح نے علم کی تحصیل اپنے والد مکرم رح ہی سے فرمائی ہے کیوں کہ بظاہر تاریخی اعتبار سے حضرت شیخ رح کا طلب علم کے لئے کہیں سفر کرنا یا باقاعدہ کسی درسگاہ میں آمد ورفت پیش کرنے سے اوراقِ تاریخ خاموش ہیں۔ دوسری بات یہ کہ والد رح خود جامع العلوم تھے اور تعلیم وتربیت کا پورا خیال رکھتے تھے۔

مولوی رحمان علی صاحب نے لکھا ہے کہ:۔

در علوم ظاہریہ ہم کامل مکمل بود وتفسیر عرائس وعوارف المعارف وفصوص الحکم و شروحش بتلامذہ درس گفتے [۲]

شیخ عبدالعزیز دہلوی رح علوم ظاہری میں کامل ومکمل تھے، تفسیر عرائس۔ عوارف المعارف، فصوص الحکم اور اُن کی شروحات کا اپنے شاگردوں کو درس دیتے تھے۔

اور حقیقت تو یہ ہے کہ مذکورہ بالا کتابیں عوارف المعارف، فصوص الحکم پھر ان کی شروحات وغیرہ یہ سب خالص تصوف اور طریقت کی کتابیں ہیں جو اس فن میں بہترین شاہکار کی حیثیت رکھتی ہیں ان کا درس دینا ہر عالم کا کام نہیں ہے بلکہ معلومات کے ساتھ بصیرت تامہ، کامل استعداد تحقیق و

---

[۱] اخبار الاخیار ص ۱۹۵: تذکرہ علمائے ہند ص ۱۴ - [۲] تذکرہ علمائے ہند ص ۱۳۱

تدقیق کی صلاحیت اور بڑی زبردست ژرف نگاہی کی حاجت ہے اور مولوی رحمان علی صاحب کا مذکورہ بالا بیان بلاشک وشبہ شیخ عبدالعزیز رح کے کمالات علمی کا آئینہ دار ہے جس سے آپ کا عالمانہ مقام واضح ہوکر رہتا ہے۔

(۲) سلوک و تصوف | شیخ عبدالعزیز رح ظاہر ہے کہ شیخ حسن طاہر رح جیسے پیر طریقت اور رہبر حقیقت کے صاحبزادے اور حضرت عیسیٰ تاج جونپوری رح جیسے باکرامت ولی اللہ اور عارف باللہ کے نواسے ہیں اور ایمان واحسان کے بہار آفریں ماحول میں پروان چڑھے ہیں۔ لہذا طلب حق کا غلبہ ہوا اور ظاہر سے باطن کی طرف متوجہ ہوئے کہ اپنے والد مکرم رحمہ سے بیعت ہو گئے جیسا ایک تذکرہ نگار نے لکھا ہے کہ "مرید پدر خود شیخ حسن بود" [1]

لیکن شیخ عبدالعزیز رح نے علوم باطنی کی تکمیل شیخ جلال الحق قاضی خاں ظفرآبادی رح سے فرمائی [2]

جناب اقبال احمد جون پوری لکھتے ہیں کہ:-

جب آپ کے والد بزرگوار حضرت شیخ حسن طاہر جون پوری رح کا وقت وفات قریب آیا تو آپ نے شیخ عبدالعزیز رح کو بغرض تکمیل علوم باطنی حضرت بندگی قاضی خاں ناصحی رح کے سپرد فرمایا اُس وقت سے آپ ظفرآباد آکر رہنے لگے جب علوم باطنی سے فراغت حاصل کرلی تو دہلی

---

[1] تذکرہ علمائے ہند ص ۱۲۱۔ [2] قاضی خاں ظفرآبادی رح (م ۹۴۴ھ) بلخ کے باشندے اور حضرت ابراہیم بن ادہم رح کی نسل سے تھے والد گرامی محمد یوسف رح ظفرآباد کے جسٹس تھے اور نانا جان "عماد الملک" شرقی حکومت کے وزیر تھے ازیں علاوہ پورا گھرانہ "ایں خانہ ہمہ آفتاب است" کا مصداق تھا قاضی خاں ظفرآبادی رح حضرت شیخ حسن طاہر رح کے خلیفۂ صادق اور ظفرآباد کے مشائخ کبار وعلمائے نامدار میں سے تھے طریقت اور تصوف میں قاضی خاں رح کا مقام بہت ہی بلند ہے۔ خود ہی ارشاد فرماتے ہیں کہ

سی سال جانہا کندیم و دریافتیم | تیس سال تک ہیں نے جان کھپائی اور ریاضت و
کشیدیم تا قدرے علم بکار تد نفس | مجاہدے کئے تب جا کر یہ نفس کی کسی قدر شناخت
حاصل کردیم و دانستیم کہ نفس | ہوئی اور یہ سمجھ میں آیا کہ نفس کس طرح

تشریف لے گئے سلہ قاضی خاں رح نے بھی آپ کے ساتھ شفقت وعنایت کا معاملہ فرمایا اور شیخ عبدالعزیز رح

بقیہ ص ۳۵۳ بلکہ طریق راہ میز عدو چہ کمینگا ہہا دارد (اخبار الاخیار ص ۳۴۳) راہ مارتا ہے اور کن گھاتوں سے حملہ آور ہوتا ہے

اسی طرح مایۂ ناز مورخ جناب نورالدین صاحب زیدی جونپوری رقمطراز ہیں کہ :—

حضرت بندگی جلال الحق در بزرگان متاخرین اہل چشت از بس نام آور و صاحب زہد و توکل عبادت و ریاضت و اہل استقامت و کرامت بود حتیٰ کہ پیرش ہنگام فرو شدن پسر خود عبدالعزیز را جہت تعلیم باطنی تفویضش نمود (تجلی نور ص ۱۶ بحوالہ العرقان جنوری ۱۹۷۶ء)

قاضی خاں رح اہل چشت کے متاخرین بزرگان دین میں بہت مشہور ہیں۔ متقی و پرہیزگار، عبادت و ریاضت والے اور اہل استقامت و صاحب کرامت تھے یہاں تک کہ قاضی خاں رح کے شیخ محترم حضرت حسن طاہر رح نے اپنے وصال فرمانے کے وقت صاحبزادۂ گرامی شیخ عبدالعزیز رح کو تعلیم باطنی کیلئے انہیں کے سپرد فرمایا تاکہ تکمیل کرا کے جانشین بنا دیں)

حاشیہ صفحہ ہذا

سلہ اس مقام پر یہ تاریخی حقیقت واضح کردینی ضروری ہے کہ شیخ حسن طاہر رح نے جب شیخ عبدالعزیز رح کو قاضی خاں رح کے سپرد فرمایا تو آپ شیخ عبدالعزیز رح کو دہلی سے ظفرآباد اپنے ہمراہ لے آئے جہاں مدتوں شیخ رح قیام پذیر رہے جب قاضی خاں رح نے پوری طرح باطنی تربیت فرمادی اور تکمیل ہوچکی تو نعمتِ خلافت سے نواز کر دہلی روانہ فرمایا۔ اس طرف توجہ اس لئے دلائی ہے کہ ہمارے محترم مولانا حبیب الرحمٰن جگدیشپوری نے اپنے مقالہ "قاضی خاں ظفرآبادی" میں تذکرۂ خلفاء کے ذیل میں لکھا ہے کہ "ڈیڑھ برس کی عمر میں باپ کے ساتھ دہلی آگئے پھر وفات تک یہیں رہے" (ماہنامہ الفرقان لکھنؤ جنوری ۱۹۷۶ء) یہ تو صحیح ہے کہ "ڈیڑھ برس کی عمر میں باپ کے ساتھ دہلی آگئے" مگر بعد کا بیان کہ "پھر وفات تک یہیں رہے" مجمل ہے۔ جب تک تاریخ کی روشنی میں اس کی تفصیل نہیں کی جائیگی۔ شیخ عبدالعزیز رح کی زندگی کی ایک تابناک جھلک صفحات قرطاس پر عیاں نہ ہوسکے گی حالانکہ مولانا حبیب الرحمٰن نے بھی اُسی مقالے میں آگے چل کر یہ لکھا ہے کہ "والد کی وفات کے بعد ظفرآباد آئے اور طویل مدت تک یہاں مقیم رہ کر عبادت و ریاضت اور کسب سعادت میں مشغول رہے۔" (الفرقان) تو گویا مولانا کو تسلیم ہے کہ دہلی کی سکونت

کے اندر ذوقِ تصوف پیدا کرنے اور منزلِ سلوک طے کرانے میں خصوصی توجہ فرمائی جس کی بنا پر آپ تزکیۂ نفس اور تصفیۂ باطن کی دشوار گذار گھاٹی سے بہت جلد آگے نکل گئے۔ اور اس تیز گامی کے ساتھ عشقِ الٰہی میں ایسے دیوانے ہوئے یا ڈھاونری میں ایسے مستانے ہوئے شرابِ محبت میں ایسا مخمور ہوئے کہ مشاہدۂ حق میں مستغرق ہونے لگے اور خلوت نشینی کا مزاج بن گیا۔

(۵) کمالات: یہ اپنی جگہ ایک مسلمہ مسئلہ ہے کہ کسی شخصیت کی عظمت و صداقت اور اُس کی شرافت و کرامت اُس کے کمالات کے آئینے میں ہی نظر آتی ہے چنانچہ حضرت شیخ عبدالعزیز رح بھی اپنی سعیٔ بے پایاں اور والد گرامی شیخ حسن طاہر رح کے حقیقی وارث اور قاضی خاں ظفر آبادی رح کی خاص توجہ باطنی کا مظہر ہونے کی وجہ سے بلند پرواز بھی تھے اور عالی مقام بھی شریعت کے رہبر بھی ہیں اور طریقت کے ہادی بھی حقیقت کے عالم بھی ہیں اور ریاضت کے عادی بھی، اور میر کارواں ہے نزنگاہ بلند و سخن دلنواز، جاں پُر سوز جیسا رختِ سفر بھی ساتھ ہے جیسا کہ محدث دہلوی شیخ عبدالحق رح خامہ ریز ہیں کہ:۔

شیخ عبدالعزیز بن حسن طاہر رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ میاں	شیخ عبدالعزیز بن حسن طاہر رحمۃ اللہ علیہ میاں قاضی
قاضی خان ست از مشاہیر مشائخ چشتیہ بود بسیار	خاں رح کے خلیفہ اور مشائخ چشتیہ کے مشہور بزرگان دین
بزرگ بود بعلوم شریعت و طریقت و حقیقت ابتدائے	میں ہیں، علوم شریعت و طریقت اور حقیقت کے بہت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۵۴) مسلسل نہیں ہے بلکہ عمر گرانمایہ کا ایک حصہ ظفر آباد میں گذرا ہے۔ لہٰذا اُن کو اتنی اختصار بندی سے نہیں کام لینا چاہئے۔ کہ اصل حقیقت بھی نہاں ہو کر رہ جائے۔ تذکرہ نگار تو یہ کہتا ہے کہ شیخ عبدالعزیز رح کا قیام ظفر آباد میں اتنی طویل مدت رہا کہ "تاریخ ظفر آباد" کے مورخین نے ظفر آباد کا مشاہیر میں آپ کو شمار کیا اور اس کی پیروی جناب اقبال احمد جونپوری نے بھی اپنی کتاب "تاریخ جونپور" میں کی ہے۔ چونکہ مولانا حبیب الرحمٰن بگھریشپوری نے تدبر سے کام نہیں لیا ہے اور تاریخ کا مطالعہ بھی سرسری کیا ہے اسلئے ان سے چوک ہو گئی ہے اس طرح سے اپنے مقالہ "شجرۂ طیبہ" (جو اب کتابی شکل میں شائع ہو گیا ہے) بہت سی عبارتوں کو بلا ترجمہ چھوڑ دیا ہے اگر وہ فکر و توجہ سے کام لیتے تو بہتر ہوتا۔

صغر سن در عبادت و ریاضت ناشی شدہ تا حدے
کہ بمرتبۂ مشیخت رسیدہ بود، ہیچ چیز از اوراد و
اوقات کہ در ابتدائے حال التزام نمودہ بود تا آخر
عمر فوت نشدے، و در اتباع مشائخ و حفظ
و قواعد و آداب ایشاں یگانہ عصر بود۔ و در
تواضع و حلم و صبر و رضا و تسلیم و شفقت بر خلق و
رعایت فقراء نظیر نبود در زمان خود، یادگار مشائخ
چشت بود، در دہلی بوجود او سلسلۂ ارشاد و
مشیخت برپا بود ؎۱

بڑے عالم تھے بچپن کے ابتدائی زمانہ ہی سے عبادت
و ریاضت میں اس درجہ محو ہو گئے کہ مقام مشیخت
پہ فائز ہو گئے، وظائف و اوراد جیسے وقت کی پابندی
کے ساتھ ابتدائی حالات سے لازم قرار دے لیا تھا۔
آخر عمر تک اس کا اہتمام فرماتے رہے کہ کوئی وظیفہ
بھی فوت نہیں ہوا۔
شیخ عبدالعزیز رح مشائخ عظام کی پیروی کرنے اور
ان حضرات کے آداب و قواعد یعنی اصول کی رعایت
و نگہداشت میں امتیازی شان کے حامل تھے کہ اس
دور میں اس طرح کی کوئی نظیر نہیں ملتی ہے۔

شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو تواضع اور بردباری، صبر و رضا اور تسلیم، مخلوق پر شفقت کرنے اور فقراء کی رعایت کرنے میں ممتاز مقام حاصل تھا، اپنے دور میں مشائخ چشتیہ کی یادگار تھے، دہلی میں آپ کے بابرکت وجود سے رشد و ہدایت اور طریقت کا فیض جاری تھا۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح نے جس جامعیت اور جمعیت کے ساتھ شیخ عبدالعزیز کا تذکرہ فرمایا ہے تذکرہ نگار کہتا ہے کہ حقیقتاً یہ اوصاف و کمالات کا آئینہ دار اور اثر انگیز و دلآویز ہے جن حضرات کو تذکرۂ اکابر کا ذوق ہو گا وہی اس کا لطف اٹھا سکتے ہیں۔

مولانا رحمان علی نے بھی جو شاندار بیان دیا ہے وہ لائق مطالعہ ہے۔ لکھتے ہیں کہ :—

از مشاہیر مشائخ چشتیہ و از اکابر علمائے صوفیہ
رضوان اللہ علیہم مظہر معرفت و محبت و لعلوم
شریعت و طریقت و حقیقت عالم بود ؎۲

شیخ رح مشائخ چشتیہ کے مشاہیر اور حضرات صوفیہ
صافیہ رضوان اللہ علیہم کے اکابر علمائے کرام میں سے
ہیں، معرفت و محبت کا مظہر اور شریعت و طریقت
اور حقیقت کے عالم تھے،

؎۱ اخبار الاخیار ص ۲۸۲ ؎۲ تذکرہ علمائے ہند۔ ص ۱۲۱

لہذا ان حقائق کی روشنی میں یہ ثبوت فراہم ہو کر رہا کہ شیخ عبد العزیز قدس سرہٗ العزیز نسبت چشتیہ کے حامل ایک عظیم صوفی اور شیخ المشائخ تھے، شریعت و طریقت، حقیقت و معرفت اور محبت، ریاضت و عبادات کے مظہر کامل تھے، عشق الٰہی میں سرمست، یاد خداوندی میں مستغرق، اور بادۂ توحید سے سرشار رہتے، اصول و ضوابط کے بڑے پابند اور مشائخ و صوفیاء کا حد درجہ اکرام و احترام کرتے تھے۔ عزلت نشیں و خموشی پسند تھے اخلاق حسنہ اور صفات حمیدہ سے مالا مال تھے جس کی بنا پر شیخ رح کی زندگی بڑی تابناک اور ضیا بار ہے ؎۱

؎۱ عصر حاضر کے مایۂ ناز اہل قلم اور مؤرخ جناب صباح الدین صاحب نے اپنے گرانقدر مقالہ "ہندوستان کے سلاطین و علماء و مشائخ کے تعلقات" میں ص ۵۳ پر شیخ عبد العزیز چشتی رح کا نام نامی لے کر اور دیگر اکابر صوفیاء کے اسماء گرامی کے ساتھ یہ لکھا ہے کہ ان حضرات "نے چشتیہ سلسلہ کے بزرگوں کی تعلیم تو جاری رکھی لیکن وہ اپنے پیش رو اور بزرگوں کی طرح ایک غیر معمولی روحانی طاقت بن کر لوگوں کے دل و دماغ پر نہ چھا سکے" تذکرہ نگار کو اس بیان پر افسوس بھی ہے اور حیرت بھی کیوں کہ نہ معلوم مقالہ نگار کی اس سے کیا مراد ہے؟ اور وہ اپنے ذہن میں شیخ عبد العزیز رح کے بارے میں کیا تصورات قائم کئے ہوئے ہیں! اور آخر غیر معمولی طاقت روحانی بن کر چھا جانا کس کو کہتے ہیں؟ کیونکہ موصوف ہی نے اُسی مقالہ میں بیان فرمایا ہے کہ ابو الفضل نے عہد اکبری میں "شیخ عبد العزیز رح کو خدیو نشأتین (دونوں جہاں کے بادشاہ) کہا ہے ص ۱۰۱۔ اس کے علاوہ "واقعات بابری" کے مصنف عبد الرحیم خان خاناں دہلوی کے والد گرامی بیرم خان خاناں خاص طور سے آپ کے معتقد تھے (الفرقان جنوری ۱۹۷۰ء) دوسرے شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح جیسی مایۂ ناز شخصیت و محقق تاریخ نگار شیخ عبد العزیز رح کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ "در زمان خود یادگار مشائخ چشت بود۔ در دہلی بوجود او سلسلۂ ارشاد و مشیخت برپا بود" اور دیگر اوصاف کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھا ہے "نظیر نبود" (اخبار الاخیار ص ۲۸۲) مولوی رحمان علی صاحب نے بھی لکھا ہے کہ "از اکابر علمائے صوفیہ صافیہ رضوان اللہ علیہم مظہر معرفت و محبت و بعلوم شریعت و طریقت و حقیقت عالم بود" (تذکرہ علمائے ہند ص ۱۲۱) اب ان تصدیقات کے بعد بھی یہ تصور قائم کر لیا جائے (بقیہ صفحہ ۴۶۸ پر)

(۶) مجدد الف ثانی رح سے مراسلت | از منۂ وسطیٰ کی تاریخ کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شیخ عبدالعزیز رح نے حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رح سے مراسلت بھی فرمائی ہے۔ چنانچہ مکتوبات مجدد رح کی جلد ثانی میں مکتوب اول شیخ عبدالعزیز جون پوری رح کے نام ہے۔ اس کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ شیخ جون پوری رح نے وحدۃ الوجود سے متعلق کچھ باتیں لکھی تھیں جس کا مفصل جواب حضرت مجدد رح نے دیا ہے، شیخ جون پوری رح نے اپنا مراسلہ مولانا شیخ محمد طاہر بدخشی رح ؎ کی وساطت سے مجدد صاحب رح کی خدمت گرامی میں ارسال فرمایا تھا، مکتوبات مجدد میں بھی اس کا اشارہ بایں الفاظ ملتا ہے کہ:-

صحیفۂ شریفہ کہ نامزد ایں نقیر ساختہ بودند اخوی اعزی شیخ محمد طاہر رسانیدند خوش وقت ساختند الخ

مکتوب تین ورق میں ہے اور وحدۃ الوجود کے بارے میں بہت دقیق وغامض مضامین پر مشتمل ہے، تذکرہ نگار مناسب سمجھتا ہے کہ ذوق مطالعہ کی تسکین کے لئے پورے مکتوب کا حاصل

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶۵ کہ شیخ عبدالعزیز چشتی رح غیر معمولی روحانی طاقت بن کر نہ چھا سکے اور اپنے خود ساختہ معیار پر پرکھا جائے تو یہ بات افسوسناک بھی ہے اور عبرتناک بھی۔

حاشیہ صفحہ ہذا

؎ مولانا شیخ محمد طاہر بدخشی ثم جون پوری رح حضرت مجدد الف ثانی رح کے خلفاء میں سے ہیں کافی عرصہ خانقاہ سرہند میں قیام کر کے اپنے پیر و مرشد سے فیوض و برکات حاصل کئے حضرت مجدد رح جب ان کے سامنے معارف بیان فرماتے تو آپ ان کو سن کر آرے اور بلے کہتے جاتے تھے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ خوش طبعی کے طور پر فرمایا کرتے تھے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ اسرار و معارف مولانا طاہر پر وارد ہوئے ہیں اور میں ان کا ترجمان ہوں حضرت رح نے تعلیم طریقت کی اجازت دے کر جون پور روانہ کر دیا تھا۔ ۱۰ رجب المرجب ۱۰۴۰ھ کو جون پور میں وفات پائی اور وہیں آپ کا مزار ہے۔
(حاشیہ مکتوبات خواجہ محمد معصوم سرہندی ص ۱۲۹)

مختصر لفظوں میں پیش کردے چنانچہ حضرت مجدد رح کے ارشاد گرامی کا مفہوم یہ ہے کہ :-

" اللہ تعالیٰ ہی لاریب ہے، ہر خیر و کمال کا مصدر وہی ہے اور وہی واجب الوجود ہے اس کے سوا عدم ہے اور وہ علاً ظلمت ہی ظلمت اور ہر شر و فساد کی جگہ ہے۔ کائنات میں سے ہر کائن کی اصل عدمی جزو ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات نے اُن اجزائے عدمیہ پر عکس ڈالا حضرت وجود کے عکس سے عدم کو وجود عطا ہوا اور اس کے اسماء وصفات کے پرتو سے اجزائے عدمیہ میں کمالات کا ظہور رہوا۔ جتنا ہی مبارک اسماء وصفات کا پرتو پڑا ہے اُسی قدر اوصاف سے وہ عدمی جزو مجلّی ہوا ہے اور جن اسماء وصفات کی تجلیات و انوار سے وہ عدمی جزو محروم رہا وہ لازماً بے بہرہ بھی رہا "۔

حضرت مجدد رح نے جب اپنے اس مکتوب گرامی کو شیخ عبدالعزیز رح کے پاس روانہ کیا تو حضرت مولانا شیخ محمد طاہر بدخشی ثم جون پوری رح نے بھی غالباً مطالعہ فرمایا چنانچہ اسی ذیل میں کچھ سوالات مجدد صاحب رح سے کئے جس کا جواب حضرت مجدد رح نے ارسال فرمایا یہ مکتوب بھی جلد ثانی نمبر ۲ میں ہے، اس کے علاوہ حضرت مجدد رح نے شیخ عبدالعزیز رح کو مکتوب اول میں "مخدوما" لکھ کر خطاب فرمایا ہے اور ستائیسویں مکتوب میں "مشیخت مآب شیخ عبدالعزیز رح" لکھ کر یاد فرمایا ہے، اس بیان سے جہاں یہ ثبوت فراہم ہوتا ہے کہ شیخ عبدالعزیز چشتی رح حضرت مجدد رح کی شخصیت وقیادت کے معترف تھے وہیں یہ حقیقت بھی عیاں ہو کر رہی کہ حضرت مجدد رح شیخ رح کا بڑا احترام واکرام فرماتے تھے جو دلیل کمال اور تسلیم حقائق کا مظہر ہے۔

چوں کہ اوپر بھی "وحدۃ الوجود" کا ذکر آیا ہے تو اختصار پسندی کے ساتھ اس ذیل میں کچھ روشنی ڈالدینا اضافہ معلومات کا سبب ہوگا۔ چنانچہ وحدۃ الوجود کی تشریح عام اور سادہ الفاظ میں اس طرح کی جاسکتی ہے کہ :-

" بندہ اپنے کو فنا کرکے خدا کی ذات میں متحد ہو سکتا ہے اس میں حلول کر سکتا ہے اس کے بعد وہ جو کچھ دیکھتا ہے تو خدا کو، کچھ سنتا ہے تو خدا سے، کچھ لیتا ہے تو خدا سے، کچھ کہتا ہے تو خدا سے

اُس کو ہر چیز میں خدا ہی خدا نظر آتا ہے، وہ گلوں کی رنگینی، سبزہ زاروں کی شادابی، حسن وجمال کی رعنائی نغموں کی دلآویزی، دریا کی روانی، سمندر کی طغیانی، سیلاب کی تباہ کاری۔ زلزلہ کی غارتگری انسانوں کی تباہی آبادی کی بربادی، وغیرہ سب چیزوں میں وہ خدا ہی خدا دیکھتا ہے اور اس کی نظر میں خالق خلق تخلیق اور مخلوق وغیرہ سب ایک ہیں، وجود یعنی حقیقی ہستی تو ایک ہی ہے مگر ایک وجود ظاہر ہے اور ایک باطن، باطن خود ایک نور ہے جو عالم کیلئے ایک جان کی طرح ہے اس نور باطن کا عکس ایک وجود ظاہر ہے ہر اسم وصفت و فعل جو اس عالم میں ظاہر ہے اُن سب کا اصل وہی وصف باطن ہے اس کثرت کی حقیقت دراصل وہی وحدت ہے۔

(۷) تصنیفات | یہ بھی حقیقت ہے کہ کارنامے کمالات ہی کا آئینہ ہوتے ہیں۔ جو رہتی دنیا تک یادگار ہوتے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالعزیز چشتی رح بھی بفضلہ تعالیٰ اس زریں سلسلہ میں ممتاز ہیں۔ مولوی رحمان علی صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

صاحب تصانیف مشہورہ است	آپ مشہور تصانیف والے ہیں اُن کی تصنیفات
ازانجملہ رسالہ علینیہ است کہ در	ہی میں سے ایک رسالہ علینیہ ہے جو کہ شیخ
مقابلہ رسالہ غیریہ شیخ امان پانی پتی	امان پانی پتی رح کے رسالہ غیریہ کے جواب میں ہے۔
نوشتہ و بسیاری از مسائل غامضہ	اُس میں آپ نے وحدت الوجود کے بہت سے
وحدت الوجود موافق کشف ارباب	باریک اور نازک مسائل اہل شہود کے کشف کے
شہود در آنجا مذکور شدہ [۱]	موافق بیان کئے ہیں۔

شیخ امان اللہ پانی پتی رح (م ۹۵۷ھ) شیخ مودود لارے رح (م ۹۰۶ھ) پانی پتی کے شاگرد رشید اور شیخ عبدالعزیز رح کے بڑے بھائی اور بزرگ شیخ محمد حسن جون پوری رح (م ۹۴۴ھ) کے خلیفۂ گرامی تھے "رسالہ غیریہ" جس کا اصل نام اثبات الاحدیہ ہے وہ آپ ہی کی تصنیف ہے۔ اور شیخ عبدالعزیز چشتی رح نے اُس کے مقابلہ میں رسالۂ عینیہ لکھا جس میں وحدت الوجود کے دقیق و غامض مسائل سے بحث کی ہے۔

---

(۱) تذکرہ علماء ہند ص ۱۲۱ و ۱۲۲ [۴۰]

افسوس کر دوسری کتب کے اسماء پیش کرنے سے تاریخ خاموش ہے تذکرہ نگار کا خیال یہ ہے کہ جس طرح والا گرامی شیخ حسن طاہر رح کی تصنیفات میں صرف "مفتاح الفیض" معروف ہے اسی طرح شیخ عبدالعزیز چشتی رح کی تصانیف میں صرف "رسالہ عینیہ" مشہور ہے اور تاریخ میں اس کا تذکرہ ملتا ہے۔

(۸) شجرۂ بیعت | حضرت شیخ عبدالعزیز چشتی جون پوری ثم دہلوی رح کا سلسلۂ بیعت اس طرح ہے شیخ عبدالعزیز چشتی رح وھو عن شیخہ جلال الحق قاضی خاں ظفر آبادی رح وھو عن شیخہ حسن بن طاہر رح جون پوری وھو عن شیخہ راجے حامد شہ مانکپوری رح وھو عن شیخہ مولانا حسام الدین مانک پوری رح وھو عن شیخہ نورالحق پنڈوی رح (المشہور بہ شیخ نور قطب عالم) وھو عن شیخہ ووالدہ علاؤالدین رح ابن سعد لاہوری رح وھو عن شیخہ سراج الدین الملقب باخی سراج الدین رح وھو عن شیخہ سلطان الاولیاء نظام الدین محبوب الٰہی دھلوی رح قدس اللہ اسرارھم الی اخرھم، [1]

(۹) وصال الی الحق | آہ! دنیا میں جو آیا ہے وہ جانے ہی کیلئے آیا ہے اور ہر ایک کے لئے ایک وقت موعود ہے، مولوی رحمان علی صاحب لکھتے ہیں کہ:-

۶ رجمادی الاخریٰ ۹۷۵ھ کو آپ کی روح کا شہباز بقا کی بلندی کی طرف پرواز کر گیا [2]

یعنی یہ جگمگاتا ہوا ضیاء بار ماہتاب غروب ہو گیا یا بقول علامہ اقبال رح "عہد گل ختم ہوا۔ ٹوٹ گیا سازِ چمن" اناللہ وانا الیہ راجعون نور اللہ مرقدہٗ ورحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح لکھتے ہیں کہ:-

رحلت کے وقت ایک عجیب ذوقی کیفیت اور حال شیخ رح پر طاری رہا، اور حسن خاتمہ

---

[1] تذکرہ نگار محمد ارشد اعظمی نے یہ شجرۂ بیعت خود اپنے ذوق و شوق سے کتاب اخبار الاخیار کو سامنے رکھ کر مرتب کیا ہے، امید کرتا ہے کہ ارباب ذوق اس کو پسند کریں گے۔

[2] تذکرہ علمائے ہند ص ۱۲۳۔

آپ کا آیۃ کریمہ فسبحان الذی بیدہٖ ملکوت کل شیئٍ والیہ ترجعون پڑھنا[1] یعنی یہ آیت تلاوت فرماتے ہوئے محبوبِ حقیقی سے جا ملے۔ آیت مذکورہ سورۂ یٰسین شریف کی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "تو پاک ہے وہ ذات اقدس جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا پورا اختیار ہے اور تم سب کو اُس کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔" سبحان اللہ کیا ہی عمدہ حال اور کیف ہے اسی کو حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب غوری رح خلیفۂ گرامی حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں کہ :-

دنیا سے اس طرح ہو رخصت غلام تیرا ہو دل میں یاد تیری ہو لب پہ نام تیرا
ہر ماسوا سے غافل شوقِ لقا میں تیرے ہو جان و دل سے حاضر سُن کر پیام تیرا
سینہ میں ہو منقش یا رب کتاب تیری جاری رہے زباں پر ہر دم کلام تیرا
باطن میں میرے یا رب بس جائے یاد تیری ہر دم رہے حضوری دل ہو مقام تیرا
دل کو لگی رہے دُھن لیل و نہار تیری مذکور ہو زباں پر ہر صبح و شام تیرا
مورد رہے یہ ہر دم تیری تجلیوں کا ہو جائے قلب میرا بیت الحرام تیرا
جنت میں چشم حیرت ہو شاد کام میری جلوہ رہے میسر اس کو مدام تیرا

ہو جملہ انبیاءؑ پر اصحابؓ و اولیاءؒ پر
دائم صلوٰۃ تیری، پیہم سلام تیرا

ما شاء اللہ حضرت خواجہ صاحب رح نے بھی خوب کہا ہے اور بہت ہی دلنشیں و اثر آفریں انداز میں کہا ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ مقصد اور حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ تذکرہ نگار نے لطف و شوق کے لئے اکثر حصہ نقل کر دیا ہے۔

---

[1] اخبار الاخیار ص ۲۸۲

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح لکھتے ہیں کہ :۔

شیخ عبدالعزیز رح کا مزار مبارک آپ کی خانقاہ کے صحن میں ہے۔ فقیر نے آپ کی تاریخِ وفات کہی ہے جو یہ ہے (قطعہ)

شیخ کامل عارفِ دورانِ خود عبدالعزیز آنکہ می داد اہل دل را مجلسش یادِ بہشت
ہر چہ از اوصاف اہل اللہ در عالم بود حق تعالیٰ از اول فطرت بذاتِ او سرشت
یادگار اہل چشت او بود در دوران خود گشت ازاں تاریخ فوتش یادگار اہل چشت
۹۷۵ھ[۱]

حقیقۃً شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح کا یہ قطعہ بڑی جمعیت اور جامعیت حامل ہے جو لبصیرت افروز ہے۔ اور تاریخ فوت "یادگار اہل چشت" نکلی

نقی غلام سرور لاہوری رح (م ۱۳۰۷ھ) نے "ہادی مخدوم دین عبدالعزیز" سے تاریخ وفات (۹۷۵ھ) نکالی ہے [۲] اور مولوی رحمان علی نے "قطب وقت نماند" تاریخ رحلت تحریر کیا ہے۔

اس کے علاوہ مولوی صاحب موصوف نے یہ بھی لکھا ہے کہ :۔

شیخ عبدالعزیز رح اپنی تصانیف اور مکتوبات میں اپنے آپ کو "ذرۂ ناچیز عبدالعزیز" لکھا کرتے تھے۔ لفظ "ذرۂ ناچیز" سے بھی تاریخ رحلت نکلتی ہے [۳] رحمہ اللہ تعالیٰ

شیخ عبدالعزیز چشتی رح کے مشاہیر خلفاء کرام و تلامذہ۔

(۱) شیخ عبدالغنی بدایونی رح (م ۹۸۰ھ)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح لکھتے ہیں کہ :۔

شیخ عبدالغنی بداؤنی ست کہ بصفت علم شیخ عبدالغنی بدایونی رح جو کہ علم و عمل اور حال

---

[۱] اخبار الاخیار ص ۲۸۲، [۲] خزینۃ الاصفیاء بحوالہ شیراز ہند ص ۹۹۵
[۳] تذکرہ علمائے ہند ص ۱۲۲

وعمل وحال وریاضت وفقر وعزلت وسائر آداب سلوک موصوف است و در فناء شہر مسجدی است از عمارات فیروزی بعبادت مولیٰ تعالیٰ مشغول ست در اوضاع واحوال او آثار قوت واستقامت لایح وباہر است[1]

ومجاہدہ اور فقر وخلوت نشینی اور سلوک وتصوف کے تمام ہی آداب کی صفت سے موصوف ہیں، شہر دہلی کے اطراف میں فیروز شاہ تغلق کی عمارتوں کے سلسلہ کی ایک مسجد ہے جس میں شیخ بدایونیؒ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہیں، اُن کے طور و طریق اور احوال وآثار میں قوت واستقامت (مضبوطی اور رچاؤ) ظاہر وباہر ہے۔

حضرت شیخ دہلوی رحؒ نے شیخ عبدالعزیز چشتی رحؒ کے خلفاء کے تذکرہ میں یہ بیان دیا ہے اور اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ شیخ بدایونی رحؒ حضرت شیخ محدث رحؒ کے ہم عصر ہیں اور بعید نہیں کہ دونوں میں ملاقات بھی ہوگی، اپنے کسی معاصر کے کمالات اور وہ بھی باطنی حالات وکیفیات کا اعتراف کرنا خود مستقل دلیل کمال ہے۔ لہٰذا اس زریں بیان سے دونوں شیخ کا کمال ظاہر ہو کر رہا۔

مولانا رحمان علی صاحب رقمطراز ہیں کہ :-

شیخ عبدالغنی بدایونی رحؒ عالم وصوفی تھے، ترک دنیا میں اپنے وقت کے ابن ادہمؒ اور تجرید میں شبلی روزگار تھے، شروع ایام میں بدایوں شریف میں تحصیل علم میں مصروف تھے کہ اُسی میں کیفیت طاری ہوجاتی اور نغمہ وغیرہ سنتے ہی بیہوش ہوجاتے تھے (بعد میں) بعض تعلقات کی بناپر شیخ رحؒ طلب معاش کیلئے دہلی گئے اور حال یہ تھا کہ جذبۂ طلب خدا کے ساتھ اہل وعیال بھی آپ کے ہمراہ تھے (شعر)

در راہ خدا کہ رہزنانند — ایں رہزناں ہمیں زنانند

دہلی آکر حاکم تاتار خاں کی ملازمت میں منسلک ہوگئے، یہ شخص بظاہر صاحب حکومت تھا مگر حقیقت میں اہل اللہ میں تھا، جس کا اثر یہ ہوا کہ آپ شیخ عبدالعزیز دہلوی رحؒ کے مرید ہوکر اور تمام کتب متعارفہ ومروجہ جو باقی رہ گئی تھیں، اُن کی خدمت میں پڑھیں، بعد فراغت ملتوں

[1] اخبار الاخیار ص ۲۸۲ ،

درس تدریس کی خدمت انجام دی۔ اُسی دوران اُن پر اچانک اُس جذبہ کا غلبہ ہوا جو قدرت نے انھیں ازل سے ودیعت کیا تھا چنانچہ تمام مشاغل چھوڑ کر اپنے شیخ کی خانقاہ میں صاحب ریاضت درویشوں میں شامل ہو گئے اور ریاضت و مجاہدہ شروع کر دیا، تحصیل کمالِ (باطنی) کے بعد آبادی سے باہر ایک مسجد میں جو خاں جہاں کی مسجد کے نام سے مشہور ہے رہنا شروع کر دیا، ہمیشہ اعتکاف میں رہتے تھے اگرچہ کنبہ دار آدمی تھے لیکن راہِ سلوک کو توکل کے ساتھ طے کرتے تھے جب ۹۶۰ھ میں خان خاناں آپ کی خدمت میں گیا اور کسی نصیحت کی درخواست کی تو فرمایا کہ:۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا اتباع کرو ؎[1]

(۲) شیخ چاین میواتی رح (م ۹۹۶ھ)

شیخ چاین میواتی رح قصبہ شہبہ کے رہنے والے تھے جو اٹھارہ[۱۸] کوس کے فاصلے پر میوات میں ایک قصبہ ہے، فاضل صوفی اور شیخ عبدالعزیز دہلوی رح کے مشہور خلیفہ تھے، طریقۂ فقر پر پوری طرح استقامت اختیار کئے ہوئے تھے، کتب تصوف مثلاً فصوص الحکم اور نقد الفصوص وغیرہ کا طلبا اور مستفیدین کو درس دیتے تھے، جلال الدین اکبر بادشاہ کو آخر عمر میں آپ سے بہت اعتقاد پیدا ہو گیا تھا، یہاں تک کہ بعض مہمات میں آپ سے مدد کا طالب ہوتا اور شاہی محل میں ایک جگہ عبادت کیلئے آپ کے واسطے مقرر کر دی تھی اور راتوں کی تنہائیوں میں اکبر بادشاہ خدمت گرامی میں اکثر حاضر ہوتا۔

ایک مرتبہ بادشاہ نے شیخ چاین میواتی رح کو "نماز معکوس" ؎[2] پڑھتے ہوئے دیکھا تو اس کے

؎[1] تذکرہ علمائے ہند ص ۱۲۵، ۱۲۶ ؎[2] صلوٰۃ معکوس ایک عمل ہے جو حضرات صوفیاء کرام ریاضت و مجاہدہ کے طور پر اختیار کرتے ہیں، حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی نور اللہ مرقدہٗ صلوٰۃ معکوس کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ۔ اس کو صلوٰۃ مجازاً کہہ دیا جاتا ہے اصل میں یہ ایک مجاہدہ ہے اور مجاہدہ ایک معالجہ ہے اور معالجہ کیلئے منقول و ماثور ہونا ضروری نہیں ہاں منہی عنہ (ممنوع) نہ ہونا ضروری ہے سو یہ منہی عنہ نہیں لیکن اس وقت امزجہ (مزاج و طبیعت) اس کے متحمل نہیں ہو سکتے لہذا مشائخ رح

(باقی صفحہ ۳۶۶)

خیالات اور عقیدت میں تبدیلی آگئی،

مولوی رحمان علی صاحب بھی خوب بصیرت نگار ہیں، کیا ٹھیک لکھتے ہیں

بادشاہ چون نماز معکوس از و مشاہدہ نمود نسبت معکوس شد [1]

شیخ میواتی رح کو جب نماز معکوس پڑھتے ہوئے دیکھا تو اس کی نسبت معکوس ہوگئی۔ یعنی جو عقیدت و نسبت شیخ سے تھی وہ اس طرزِ عمل کے بعد بدل گئی، مولوی صاحب موصوف کے فارسی ادب پر توجہ کیجئے کہ "نمازِ معکوس" اور "نسبت معکوس"

(۴) **شیخ مسعود بن حسن بنارسی رح (م سنہ ۹۰۶ھ)** سرزمین بنارس کے مشہور بزرگ اور باکرامت ولی اللہ حضرت شاہ طیب فاروقی بنارسی رح (م سنہ ھ) کے خاندان سے آپ تعلق رکھتے ہیں، وہ اس طرح ہے کہ شیخ مسعود بنارسی رح شاہ طیب بنارسی رح کے حقیقی بڑے والد ہوتے ہیں، حضرت شاہ حسن فاروقی بنارسی رح (۲) شیخ معین الدین فاروقی بنارسی رح (۳) شیخ نصر الدین فاروقی بنارسی رح جس میں شیخ مسعود رح سب سے بڑے ہیں اور حضرت شاہ طیب بنارسی رح شیخ معین الدین رح کے صاحبزادے ہیں اس اعتبار سے شیخ مسعود رح شاہ طیب بنارسی رح کے بڑے والد ہوئے۔

ابھی شیخ مسعود رح سن رشد کو نہ پہنچے تھے کہ شاہ حسن بنارسی رح والد گرامی کی شہادت کا واقعہ پیش آگیا۔ وہ اس طرح ہے کہ شاہ حسن بن داؤد بنارسی رح حج بیت اللہ کے لئے بنارس

تاریخ [illegible] ج (۱) ص [illegible]

صفحہ ۳۶۵ حاشیہ کا بقایا۔ نے اس کو ترک فرما دیا (امداد الفتاوی ص ۲۶۹ ج ۱) اس طرح سے ایک دوسرے مقام پر حضرت حکیم الامت رح نے ارقام فرمایا ہے کہ:۔ اگر صلوٰۃ معکوس کو صرف تدبیر کے درجہ میں سمجھا جائے اور تجربہ سے مفید بھی ہو تو کیا حرج ہے جیسا اطبا نے بعض مصالح بدنیہ کیلئے بعض ریاضات تجویز کی ہیں اہل طریق نے مصالح نفسانیہ کیلئے ایسی ریاضات تجویز کی ہیں لیکن جس کو تحمل نہ ہو اس کیلئے یہ جائز نہیں (السنۃ الجلیہ فی الچشتیۃ العلیہ ص ۱۹ مطبوعہ الہ آباد تالیف حکیم الامت رح) لہٰذا اس روشنی میں جن صوفیاء عظام رح اور روحانی معالجین نے ایسا کیا ہے اُن کی تکذیب ہرگز نہیں کی جاسکتی اور سا تھ ہی تعمیل پر اصرار بھی نہیں کیا جاسکتا، غالباً اکبر بادشاہ کی رسائی اس حقیقت تک نہیں ہوسکی اس لئے وہ اُس معکوس سے خود معکوس ہوگیا، [1] تذکرہ علمائے ہند ص ۱۰۰

سے روانہ ہوئے تو چونکہ اُس دور میں سواریوں کا کوئی خاص نظم نہیں تھا اس لئے خشکی کی مسافت کو پاپیادہ طے کر کے دریا کے سفر کے لئے کشتی پر سوار ہوئے چند یوم تو کشتی امن و سلامتی کے ساتھ چلتی رہی مگر ایک دن اچانک بحری ڈاکوؤں نے کشتی پر حملہ کر دیا شیخ حسن بنارسی رح نے نہایت جرأت و ہمت سے کام لے کر اُن کا مقابلہ کیا اور کئی ڈاکوؤں کو فنا کے گھاٹ بھی اُتارا لیکن اُسی ہنگامۂ جنگ و پیکار میں کسی نے آپ کے سینۂ مبارک پر نیزہ مارا جو پار کر گیا اور یہ عاشقِ جانباز جامِ شہادت نوش کرتا ہوا بیت اللہ کے بجائے رب البیت کے دربار دُربار میں حاضر ہو گیا اور بل ھم احیاء عند ربھم یرزقون کے مصداق ہو گئے، حضرت شاہ محمد یٰسین بنارسی رح کے بیان کے مطابق یہ واقعہ ۱۰۹۰ھ ماہ جمادی الاول کو پیش آیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۰ رحمۃ اللہ علیہ،

لہٰذا شیخ مسعود بنارسی رح کو اپنے والد بزرگوار سے استفادہ کا موقع نہیں مل سکا، اور آپ شیخ فرید بن شیخ بدھ حقانی جون پوری رح کے حلقۂ درس میں شامل ہو کر جملہ علوم و فنون کی تحصیل کی اور اُنھیں سے بیعت بھی ہوئے لیکن شیخ فرید بنارسی رح نے تعلیم و تربیت مکمل کر کے حضرت شیخ عبد العزیز جون پوری رح کی خدمتِ اقدس میں دہلی روانہ کر دیا جہاں دو سال مسلسل رہ کر سلوک کی تکمیل کی اور خرقۂ خلافت سے مشرف فرما کر شیخ عبد العزیز رح نے آپ کو بنارس واپس فرمایا۔

شیخ مسعود رح نے بنارس آ کر اپنے آباء و اجداد کے طرز و انداز پر درس و تدریس اور ارشاد و تلقین کے لئے اپنی پوری زندگی وقف فرما دی، شیخ مسعود رح نے اپنی دینی و روحانی سرگرمیوں کے لئے منڈوا ڈیہہ بنارس کو منتخب فرمایا جو آگے چل کر آپ کے برادر زادہ شاہ طیب فاروقی بنارسی رح کے طفیل رشد و ہدایت دعوت و تبلیغ کا ایک عظیم مرکز بنا، شیخ مسعود رح کا قیام تاحیات منڈوا ڈیہہ ہی میں رہا جہاں وہ طالبین کی اصلاح و تربیت کے ساتھ ذکر و فکر اور عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے تھے۔

بوقت وفات شاہ طیب بنارسی رح کو طلب فرمایا مگر اتفاقِ وقت سے وہ موجود نہیں

تھے تو بڑی حسرت ویاس سے فرمایا کہ:-

"بندہ کی خواہش تھی کہ جو کچھ بزرگوں سے ملا ہے وہ اس فرزند کے حوالہ کر دوں"

اس کے چند گھنٹوں کے بعد رشد و ہدایت سعادت و ولایت کا یہ جگمگاتا ہوا ماہتاب غروب ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون رحمۃ اللہ علیہ۔

منڈواڈیہ میں بڑے روضہ کے احاطہ میں دفن ہوئے۔ تاریخ وفات اور تفصیلی حالات کا علم نہیں ہوسکا [1]

(۴) ملا عبدالقادر بدایونی رح (م ۱۰۰۴ھ) ملا عبدالقادر ابن ملوک شاہ، شہر بدایوں کے اکابر حضرات میں آپ کا شمار ہوتا ہے شیخ مبارک ناگوری رح (م ۱۰۰۱ھ) کے شاگرد رشید اور صاحب فضل و کمال تھے، تصوف کی بعض کتابیں اور رسلوک کے رسالے ملا عبدالقادر رح نے حضرت شیخ عبدالعزیز چشتی رح سے پڑھے تھے۔

اکبر بادشاہ کی ملازمت میں شامل ہوئے محفل خلوت میں باریابی حاصل تھی اکثر ہندی کتابوں کے انتخاب اور ترجمے پر مامور ہوئے راماٸن کا فارسی میں ترجمہ کیا اور تاریخ کشمیر کا انتخاب کیا، ملا بدایونی رح کو تاریخ گوئی میں کمال حاصل تھا، کتاب منتخب التواریخ جس کو

---

[1] مناقب العارفین فارسی قلمی مرتبہ شاہ محمد یٰسین بنارسی رح (م ۱۰۶۴ھ) خلیفہ حضرت شاہ طیب بنارسی رح (م ۱۰۴۲ھ) ملکیت کتب خانہ مظہر العلوم پیلی کوٹھی بنارسی ص ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، حضرت شاہ طیب فاروقی بنارسی رح کے زندگی کے حالات محمد ارشد اعظمی نے مرتب کیا ہے جو پہلے مضمون کی شکل میں ماہنامہ برہان دہلی اگست ۱۹۷۶ء میں شائع ہوا بعد میں کتابی شکل میں بھی اشاعت ہوئی مطالعہ کے شائقین حضرات اس پتے پر طلب کرلیں، محمد ارشد اعظمی ابن جناب ڈاکٹر محمد ظفر صاحب ارولی بازار بنارس کینٹ، ہدیہ صرف ۵۰/۱، مناقب العارفین نامی قلمی مخطوط مضمون نگار کو مولانا مجیب الغفار صاحب مدرس مظہر العلوم کے معرفت دستیاب ہوا میں کیلئے دل سے اُن کا شکر گذار ہے۔ (م، ا، اعظمی)

لکھتے ہیں اُن کے فضل وکمال کی دلیل ہے۔ اس کے علاوہ سنگھاسن بتیسی کا
کے نام سے کیا ہے جو قابلیت اور لیاقت کی علامت ہے ۱ے
عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ نے اخبار الاخیار میں شیخ عبدالعزیز چشتی رح
سے کا تذکرہ کیا ہے جس میں لکھتے ہیں کہ:۔
لاداو شیخ قطب عالم ست عالم و فاضل و صاحب اخلاق حمیدہ و
بہ و قدم صدق و استقامت بر سجادۂ پدر نہادہ اوقات بطاعت
دارد ۲ے
قطب عالم رح شیخ عبدالعزیز چشتی رح کی اولاد میں بہت شریف و سعادتمند
اور اخلاق حمیدہ و صفات پسندیدہ کے مالک ہیں۔ استقامت اور صدق
رح کے طرز و انداز (اور جانشینی) پر رکھے ہوئے ہیں اپنے اوقات کو عبادت خداوندی
سے آباد کئے ہوئے ہیں ۔
ب عالم رح اپنے والد مکرم حضرت شیخ عبدالعزیز چشتی رح کے خلف و خلیفہ اور
بالکل شیخ چشتی رح کے نقش قدم پر تھے۔

ئے ہند ص ۱۳۰
محقق تاریخ نگار اور صاحب قلم جناب صباح الدین عبدالرحمٰن صاحب نے "ملا
ح" پر بہت ہی مفصل اور پُر مغز مقالہ لکھا ہے جس میں ملا صاحب کی زندگی کے
جاگر کیا ہے اور یہ مقالہ ماہنامہ معارف اعظم گڈھ کے دو شمارہ اگست و ستمبر
ئع ہو چکا ہے لیکن تذکرہ نگار کو افسوس ہے کہ موصوف نے کہیں بھی شیخ
سے استفادہ کا تذکرہ ہی نہیں کیا ہے، ہو سکتا ہے کہ محترم مقالہ نگار کی توجہ اس
۔ حالانکہ تذکرہ علمائے ہند میں ص ۱۲۲ پر صراحت کے ساتھ اس کا تذکرہ ہے۔
یار ص